

Tauseeq, Volume. 5, Issue. 1  
 ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X  
 DOI: <https://doi.org/10.37605/tauseeq.v5i1.35>

Received: 30 -04-2023  
 Accepted: 27-05-2023  
 Published: 30-06-2023

بلوچستان کے اولین اخبار البلوچ کے اداریوں کے موضوعات اور نثری خصوصیات

## Editorial topics and features of prose of Al Baloch, the first Newspaper of Balochistan

ڈاکٹر کرن داؤد بیٹ \*  
 ڈاکٹر فرزانہ خدر زئی

### Abstract:

Weekly Al-baloch was the first Urdu newspaper of Balochistan journalists which was published from Karachi due to press restrictions in Balochistan. Due to strict policies of the newspaper against the British government, it was closed again and again. Hence its incomplete file is available which has been hidden for a long time. The editorials of the newspaper are important in their themes and in the beginning and development of Urdu literary prose in Balochistan. Among the universal themes of the editorials are the demand for promotion of the education and the rightful share of Balochistan in government jobs. While local problems and matters of temporary nature have also been going on. There is also a literary colour in its prose because their structure is compatible with essay writing. In the language and narration, there are all styles of Urdu prose from early to modern prose writing

### Keywords:

Balochistan, Al Baloch, Editorial, Prose, Features

\* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو ایل بی کے ویمینز یونیورسٹی بلوچستان کوئٹہ  
 اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج جناح ٹاؤن کوئٹہ

بلوچستان کے صحافیوں کے ابتدائی اخبارات میں ہفت روزہ البلوچ کو اجرا اور اردو ادارہ نوہی میں اولیت حاصل ہے۔ کراچی سے شائع ہونے والا یہ اخبار بلوچستان کا پہلا ایسا ہفت روزہ ہے جس میں ادب و سیاست کے ابتدائی سلیقے اور ادبی نثری اضافے کے آثار موجود ہیں۔ اس میں شائع ہونے والے ادارے اپنے عہد کے ملکی و بین الاقوامی سیاسی، صحافتی اور ادبی رجحانات کے آئینہ دار ہیں۔ بلوچستان کے پس منظر میں بیشتر ادارے سماجی اور مذہبی موضوعات کو بھی سمیٹے ہوئے ہیں۔ البلوچ میں ۱۶ اپریل ۱۹۳۳ء، جلد ۱، شمارہ ۳۸، کالم ۱-۴، ص ۳ پر، کیا جبریہ تعلیم خطرے میں ہے؟ میونسپل اردو اسکولز کے نتائج امتحان درجہ چہارم، کے عنوان سے لکھا جانے والا ادارہ، بلوچستان میں دستیاب اردو اخبارات میں شائع ہونے والا پہلا ادارہ ہے۔ جسے اخبار کے مدیر عبدالصمد سر بازی نے تحریر کیا ہے۔ یہ میونسپل اردو اسکولوں کی حالت زار پر تبصرہ ہے۔ جس میں خراب نتائج کا ذمہ دار مدرسین کی کوتاہیوں کو گردانا گیا ہے۔ اخبار کے بنیادی مخاطب بلوچستان میں بسنے والے بلوچ قبائل ہیں۔ جب کہ عمومی مخاطب برصغیر میں کہیں بھی بسنے والے بلوچ ہیں۔ ادارے میں لیاری کو اڑ جس کا بیشتر حصہ مکرانی بلوچوں پر مشتمل تھا، کی تعلیم و تربیت کے لیے خصوصی مراعات کی فراہمی کے حصول پر لکھا گیا ہے۔ البلوچ نے جس عہد میں جدوجہد کا آغاز کیا وہ برصغیر کی سیاست و صحافت میں ہنگامی دور شمار ہوتا ہے۔ تحریک آزادی اور ہندو مسلم چپقلش عروج پر تھی۔ ایسے میں ادبی موضوعات بھی ملکی حالات کے پیش نظر سیاسی بے داری، حقوق کے لیے حاکم سے مطالبات، سماجی مساوات اور معاشرتی حقیقت پسندی کے پس منظر لیے ہوئے ہیں۔ مذکورہ ادارہ بھی بلوچوں کی سماجی حقیقت نگاری پر مشتمل ہے۔ اس کا براہ راست تعلق ادب سے نہیں لیکن ادب کی تعمیر میں اولین بنیاد فراہم کرنے والے عناصر ان صحافتی تحریروں کے مہون منت ہیں۔ ڈاکٹر سیمی نعمانہ طاہر اس سلسلے میں لکھتی ہیں:

”ادب براہ راست صحافت نہیں ہوتا لیکن کسی خطے کی آزادی فکر و خیال

کے حوالے سے تیور اسی آئینے میں دیکھنے پڑتے ہیں۔ عقائد کا نظام، پیداواری

رشتہ بندیاں، حاکم و محکوم کی آویزش، بیرونی جارحیت اور قومی تشخص کا

حوالہ ابتدائی ادبی آثار سے ہی مل سکتا ہے۔ ہر چند کہ ادبی اظہار فرد کا

ذاتی اظہار ہے تاہم وہ اپنے ماحول سے کٹ کر کبھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ ادبی

فکری تحریکوں کی ساخت ماہیت اور لب و لہجہ ہی سیاسی، معاشرتی

اور صحافتی رویوں کو مرتب کرتا ہے " (1)

اخبار کا یہ ادارہ صحافتی ذمے دار ایوں کا تعین کرتا ہے۔ اس میں میونسپل اور لیاری کوارٹر کے مدارس کی سہولیات اور نصاب کے موازنے سے یہ ثابت کرنے کی سعی کی گئی ہے کہ اس سال کا نتیجہ خاصا خراب رہا ہے۔ جو جوہات بیان کی گئی ہیں ان سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ لیاری کوارٹر کے تعلیمی اداروں کا معیار تعلیم دیگر اداروں سے انتہائی کم درجے پر تھا۔ ادارے میں اس وقت کا منظر نامہ یہ ہے:

"لیاری کوارٹر کا بیشتر حصہ مکرانی اقوام پر مشتمل ہے اور زیادہ تر انہیں اقوام

کے بچے لیاری کوارٹر کے میونسپل اردو مدارس میں حصول تعلیم کیلئے جاتے

ہیں چونکہ ان کے والدین بوجہ ذاتی جہالت و ناخواندگی مذاق تعلیم سے نابلد

ہیں اور اسی لیے وہ اپنے بچوں کی حاضری مدرسہ و تعلیمی ترقی کی نگہداشت کا

خیال تک نہیں رکھتے۔" (2)

البلوچ کراچی سے شائع ہوتا تھا۔ اس لیے اس میں زبان و بیان کا معیار اپنے عہد کی رائج اردو کا عکاس ہے۔ لکھنے والے علمی و ادبی

دھارے سے یوں بھی واقف ہیں کہ وہ صحافت سے براہ راست متعلق ہیں۔ اخبار جس عرصے میں شائع ہوا اس وقت بین الاقوامی و ملکی سیاسی

حالات، معیشت اور مذہبی صورت حال جن موضوعات کی متقاضی تھی وہ بھی انھی تصورات کا آئینہ دار تھا۔ البتہ صحافتی اٹھان کے لیے

اشاعت میں چند انفرادی موضوعات جو صوبہ بلوچستان سے متعلق تھے ان میں قبائلی نظام پر نگاہ رکھتے ہوئے حکمت عملی وضع کرنے کا خاص

ڈھنگ پایا جاتا ہے۔ یہ وہی طرز بیان ہے جسے اردو کے بڑے صحافتی دھارے میں ہندوستان کے مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے اختیار کیا گیا

تھا۔

البلوچ کا نیا دور، کے عنوان سے ۷ مئی ۱۹۳۳ء، جلد ندرد، شمارہ ۱، کالم ۱-۳، ص ۳ پر شائع ہونے والے ادارے کا موضوع اخبار البلوچ کی اشاعت سے قبل بلوچوں کی حالت زار کا احاطہ کرتا ہے۔ جس میں کئی اہم اضافی نکات بھی اجاگر کیے گئے ہیں۔ ان میں اخبار کی اشاعت کا دائرہ کار انگریزی ایڈیشن کے اجراء تک بڑھانے کی نوید اور بلوچستان میں سیاسی آزادی کے لیے جدوجہد جیسے اہم امور پر واضح نقطہ نظر اور لائحہ عمل کے مراحل کی پیش بینی کی گئی ہے۔ یہ وہی زاویے ہیں جو کسی طور برصغیر کے دیگر علاقوں سے مختلف نہیں ہیں۔ البلوچ کا مقصد روپیہ کمانا نہیں بلکہ سیاسی شعور میں اضافہ کرنا تھا۔ یہی نہیں اس تحریر سے اخبار کی ابتدائی ساخت اور پرداخت کا پتہ چلتا ہے۔ جو ابتدا میں ۴ صفحات پر مشتمل تھا۔ بعد میں صفحات کی تعداد ۸ کر دی گئی تھی۔ یہ ادارہ اسلوبیاتی اعتبار سے داستانی طرز کا حامل ہے۔ الفاظ کا چناؤ، تشبیہ و استعارات اور محاورات پر قدیم طرز نگارش کا اثر ہے۔ عربی و فارسی کے زیادہ استعمال سے کہیں کہیں زبان اور بیان مصنوعی علیت کا شکار دکھائی دیتے ہیں۔ بعض مقامات پر الفاظ اصل معنی و مفاہیم کو بالائے طاق رکھ کر برتے گئے ہیں۔ ادارے کی نثری کیفیت یوں ہے:

”البلوچ کے کتم عدم سے منصف مشہود پر جلوہ گر ہونے سے قبل بلوچ نہ

صرف قعر گنئی میں پڑی ہوئی تھی۔ الحمد للہ قوم کے چند ماہیہ ناز فرزندوں نے

اس کی ہستی کو حد درجہ اہمیت دیتے ہوئے حتی الامکان ہماری امداد کی، اور یہ

وقتی امداد البلوچ کی کشتی حیات کو جو مالی مصائب کے ہلاکت آفرین تلامطم میں

گھر چکی تھی باہر نکال کر ایک ایسی شاہراہ پر لا کھڑا کیا، جو ساحل مراد کی طرف

رہنمائی کرنے والی تھی۔“<sup>(3)</sup>

اس کے لکھیوں میں علمائے کرام اور دینی مدارس کے مدرسین بھی شامل تھے۔ ایسا اسلوب بیان مذہبی طرز تحریر کے زیر اثر بھی نمودار ہے۔ جو اردو زبان و ادب کے کلاسیکی سرمائے میں باآسانی دیکھا جاسکتا ہے۔ مذکورہ ادارہ بلوچستان کے تناظر میں اس کی وسیع تر پہنچ اور اپنے عہد کے سیاسی تقاضوں کے اعتبار سے اہم ہے۔ لیکن اس کی اردو نثر سے بلوچستان کے اہل قلم کے اسلوب کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

۱۴ مئی ۱۹۳۳ء، جلد ۲، شمارہ ۲، کالم ۱-۳، ص ۳، پر، بلوچستان کی روداد نظم و نسق بابت سال ۳۲-۱۹۳۱ء کے عنوان سے شائع ہونے والے ادارے کا موضوع بلوچستان کے دیگر گوں سیاسی، سماجی، قبائلی حالات اور تعلیم کا فقدان ہے۔ سیاسی مسائل و مصائب سے متعلق بلوچ کی نگاہ گہری اور حقیقت پسندانہ ہے۔ تحقیقی ایچ اختیار کرنے کی کوشش سے ان اداروں کو صحافتی و سیاسی تاریخ میں سند کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ ادارہ، انتظامی رپورٹ ۳۲-۱۹۳۱ء پر تبصرہ ہے۔ جس کا مقصد حکام بالا کو اصل مسائل سے آگاہ کرنا ہے۔ اخبار کا موقف ہے کہ بلوچستانی عوام کو زمانے کے لحاظ سے زیور تعلیم سے آراستہ کرنا اصل خدمت ہے۔ دوسرا اہم مسئلہ سرکاری ملازمتوں کا حصول ہے جو جدید تعلیم سے نابلد ہونے کی وجہ سے اہل بلوچستان کو میسر نہیں آتیں۔ اس کی نثری تکنیک تجزیاتی اور تقابلی ہے۔ یہ ۷ مئی ۱۹۳۳ء کو شائع شدہ ادارے کی نسبت آسان اور رواں اردو میں تحریر کیا گیا ہے۔ انگریزی الفاظ رپورٹ اور پولیٹیکل بھی استعمال ہوئے ہیں۔

ان اداروں کا براہ راست تعلق سماجیاتی ڈھانچے سے ہے۔ لہذا ادبی و علمی فضاء کی تعمیر میں یہ رجحان سازی کا کردار ادا کرتے ہیں۔ موضوعاتی تنوع ان کی علمی، ادبی حیثیت کا تعین کرتا ہے۔ اردو نثر کی آب یاری، بلوچستان میں نثری اضافے کے ارتقا کی کیفیت اور انداز بیان کے ذیل میں لسانی صورت حال کا مطالعہ و تجزیہ ان اداروں سے مشروط ہے جو آگے چل کر بلوچستان میں اردو نثر کا خاص انفرادی لب و لہجہ متعین کرتے ہیں۔ بلوچ میں شائع اداروں کا اردو نثری مطالعہ ان کی اہمیت کو ثابت کرتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کے موضوعات میں گہری مماثلت ہے۔

بلوچستان کی ملازمتوں میں ملیو کی حق تلفی اور غیر ملیو کا ناجائز دفتری اقتدار " For، A.G.G.BALUCHISAN، ۲۱ مئی ۱۹۳۳ء، جلد ۱، شمارہ ۳، کالم ۱-۳، ص ۳، پر شائع ہوا جو بہ لحاظ موضوع گزشتہ ادارے کی ہی ایک کڑی ہے۔ اس کا اصل مخاطب اسٹنٹ گورنر جنرل بلوچستان ہے۔ اس خطے کے جغرافیائی منظر اور معاشی وسائل سے

بات کا آغاز کر کے بلوچستان کی تعلیمی زبوں حالی پر توجہ دلائی ہے۔ غیر ملکی عناصر کی چیرہ دستیوں اور بعد ازاں حقائق کی طرف حکومت کو متوجہ کرتے ہوئے یہاں کے لوگوں کی وفاداری کا یقین بھی دلایا ہے۔ یہ وہی اندازِ مخاطب ہے جو آغازِ صحافت کے اولین عہد میں سرسید نے اختیار کیا تھا۔ جس میں مسلمانوں کی وفاداری کی یقین دہانی اور حکومت کی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کی سعی مسلسل ملتی ہے۔ اس کا اسلوب زبان کی بدلتی ہوئی کروٹوں کے مختلف پہلو سامنے لاتا ہے۔ اداریوں میں ذخیرہ الفاظ، جملوں کی تشکیل اور طرز بیان موضوعات کی مطابقت سے جدا جدا چلتے ہیں۔ جس سے بلوچستان کی اردو نثر کے ارتقائی مراحل سرعت کے ساتھ بدلتے ہیں۔ نیز زبان و بیان کے اعتبار سے قارئین کی ایسی تربیت کرنے کی کوشش کی جاتی رہی تھی کہ پرانے ذوق کے پڑھنے والے نئی نثر کے مزاج اور آہنگ کو اپنانے میں ہچکچاہٹ کا شکار نہ ہوں۔ اسی طرح نئے دور کے قاری نئی اردو نثر کے لوازمات کے ساتھ ساتھ ماضی کی اردو نثر سے اپنا فکری اور علمی رابطہ قائم رکھیں۔ تحریر پر گرفت اداریہ نویسی کی اردو نثر کے جدید اسلوب سے آگہی کی دلیل ہے۔ اس کی نثری کیفیت یوں ہے:

"بلوچستان ایک پہاڑی ملک ہے زر خیز حصوں میں زراعت کا کام بھی

کیا جاتا ہے حکومت انگلشیہ نے بلوچستان پر تسلط جماتے ہی ملک میں امن

وامان پیدا کرنے اور دوسرے علاقہ جات سے سلسلہٴ رسل رسائل قائم

کرنے کی خاطر مختلف محکمہ جات فوج و سول کے دفاتر قائم کیے۔" (4)

۱۹۳۳ء تک برصغیر میں بڑی انقلابی تبدیلیاں رونما ہو چکی تھیں اور آئندہ کالائج عمل مختلف سیاسی جماعتوں میں طے پار ہا تھا۔ سیاست کی گرم خبریں اور حقوق کی طلبی کے نعرے ہی اخبارات کا منشور تھے۔ البلوچ بھی اسی پالیسی پر کار بند تھا۔ اس عہد میں ایک اور طرز عمل اخبارات کے مابین نظریاتی جنگ کا بھی رہا۔ البلوچ میں بھی اپنے ہم عصر اخبار اتحاد بلوچان، سے متعلق ایسے کالم چھپتے رہے۔ جو باہمی چیقلش کی خبر دیتے ہیں۔ ۲۸ مئی ۱۹۳۳ء، جلد ۲، شمارہ ۴، کالم ۱-۳، ص ۳ پر ادارہ بہ عنوان، اخبار اتحاد بلوچان کے پر دروغ و بے بنیاد الزامات کوئی معشوق ہے اس پردہٴ زنگاری میں، اس طرز کا پہلا ادارہ ہے۔ جو اتحاد بلوچان کی ریشہ دوانیوں کے خلاف صدائے احتجاج ہے

۔ جس میں متعلقہ اخبار کو تنبیہ کی گئی کہ وہ البلوچ دشمنی سے باز آئے۔ یہ ادارہ یہ تائید و تردید کی صحافتی روایت کا عکاس ہے۔ لیکن اس کی علمی و ادبی اہمیت کو جانچنے کے لیے، اشاعت کا پھیلاؤ بنیادی اکائی کی حیثیت رکھتا ہے۔ برصغیر کے بڑے صوبوں تک اس کی رسائی کے معنی ہیں کہ یہ اپنے عہد کی معتبر اردو نثر میں نکالا جاتا تھا۔ ورنہ اس کی مقبولیت و افادیت معنی نہ رکھتی۔ اس بارے میں اخبار کاد عموماً یہ ہے:

”اتحاد بلوچان نے ”البلوچ“ کی ہر دلعزیزی پر ہمیشہ حاسدانہ نکتہ چینی کی ہے۔ یہ اس کی صداقت ہے کہ اس وقت وہ دُنیا کے ہر اس کنج و گوشہ میں پہنچ رہا ہے جہاں قوم بلوچ و بلوچستانیوں کا ایک فرد بھی مسکن گزین ہے، ہر خبر اس کی وسیع اشاعت کا معتد بہ حصہ تمام سندھ، پنجاب، شمال مغربی سرحدی صوبہ، گجرات، دہلی، کاٹھیاواڑ، جزائر کینیا (افریقہ) خلیج فارس، عمان اور کنگو سیلگی کو جاتا ہے۔“<sup>(5)</sup>

یہ انداز بیان استعاراتی اور استدلالی سلیقے سے آراستہ ہے۔ البتہ الاملا میں ہائے ملفوظ اور ہائے مخلوط، یائے معروف اور یائے مجهول میں کوئی تمیز نہیں ہے۔ جو اس وقت کی اردو نثر میں رسم کتابت کا عام چلن تھا۔ اس ادارے میں فارسی کے غلبے کے اثرات بھی اس طرح نمایاں ہیں:

”باوجود اس کے ہمنے بمصداق ماہ نوری فشانند و سگ بانگ میزند، ان کی

دریدہ دینی کے جواب دینے سے احتراز کیا۔“<sup>(6)</sup>

بیسویں صدی کی تیسری اور چوتھی دہائی میں بلوچستانی صحافت سے منسلک ہونے والی شخصیات وہ بھی تھیں جن کا براہ راست ادب سے تعلق تھا۔ وہ صحافی ہونے کے علاوہ شاعر و ادیب بھی تھے۔ البلوچ کے انتظامی افراد میں عبدالصمد سر بازی، محمد حسین عنقا،

عبدالعزیز کرد، پیر محمد شہدادزئی اور محمد عبداللہ جیسے ادب دوست اور ادب پرور لوگ موجود تھے۔ جس کا اثر اخبار کی زبان اور انداز بیان میں دکھائی دیتا ہے۔

اداریہ نو لیس کا نام ادارے کے ساتھ نہیں چھپتا لیکن البلوچ میں اس روایت سے انحراف کی صورت بھی موجود ہے۔ ۱۱ جون ۱۹۳۳ء، جلد ۲، شمارہ ۶، کالم ۱-۴، ص ۳ پر، کیا بلوچ، بلوچستانوں اور کمرانیوں کی حقوق طلبی جرم ہے؟، مع ادارے نو لیس کے نام پیر بخش شہدادزئی ڈائریکٹر البلوچ، شائع کیا گیا ہے۔ جب کہ اخبار کے نام کی تختی کے نیچے صرف ہجری تاریخ ۷ صفر المظفر ۱۳۵۲ھ لکھی گئی ہے۔ سرخی سے بنیادی موضوع واضح ہے جو بلوچستان کی سیاست و حکومت میں ناانصافیوں کی مختصر روداد ہے۔ اس میں غیر بلوچستانیوں اور سرداران کو ذمہ دار قرار دینے کے ساتھ میر بہرام گنجی کے خلاف آواز بلند کی گئی ہے۔ عوام کو ان کے روشن ماضی کی یاد دلا کر غیرت و حمیت کا درس دیا گیا ہے۔ تحریر کا محور، طرز حکمرانی، عوام اور ان کی زبوں حالی ہے۔ گزشتہ دو اداریوں کی نسبت اس بار کی تحریر پر عالمانہ اسلوب کی چھاپ ہے۔ فارسی اور عربی کی امثال و اشعار سے اکتساب اور تشبیہ و محاورے کا استعمال کثرت سے کیا گیا ہے۔ اس سے اردو کے کلاسیکی ادب کی جھلک ابھرتی ہے جو سرسید اور ان کے رفقا کے قبل و بعد نمودار ہوئی۔ یہ الگ بات کہ بلوچستان کے مقامی لسانی اثرات سے کوئی بھی تحریر مبرا نہیں۔ یہ کیفیت ہر نثر نگار، شاعر اور صحافی کے یہاں کسی نہ کسی صورت موجود ہے۔ جس سے بلوچستانی اردو کی نمائندگی از خود ہو جاتی ہے۔ یہ ادارے بھی سیاسی آزادی کے مقاصد اور قبائلی مسائل اجاگر کرنے کے علاوہ اردو کی عالمانہ نثر کا نمونہ ہے۔ آغاز سے اختتام تک یہی کیفیت برقرار رہتی ہے۔ ادارے کا یہ اقتباس اس صورت حال کا عکاس ہے:

”احیاء بانفوذ صداقت و راستی و درست کاری کے لئے، اور بلوچستان میں

قیام امن و عدل و انصاف اور غلبہ حق کی خاطر ہیں اور ہونی چاہیں۔“ (7)

بلوچستان میں آزادی سے قبل کی اردو نثر کے بدلتے نقوش اور ان کے سرے انھی اداریوں سے جڑے ہیں۔

۲ جولائی ۱۹۳۳ء کے میلاد نمبر ۸ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ کا ادارے، جلد ۲، شمارہ ۹، کالم ۱-۴، ص ۳ پر، حضرت محمد عربی ﷺ کے

نام سے شائع کیا گیا۔ آپ کی ذات اقدس اور اوصاف حمیدہ کے بیان سے آغاز لیا گیا ہے۔ ابتدا میں اشعار درج ہیں۔ ادارے کا مقصد مسلمانوں

میں جذبہ اخوت، سیاسی اور عملی قوت پیدا کرنا ہے۔ بلوچ کا جھکاؤ جہاں بلوچ قوم کی ترقی اور آگہی کی جانب تھا وہیں اس کے مطالعے سے موضوعات میں ملی و اسلامی یک جہتی کا پیغام بھی ملتا ہے۔ اخبار کی پالیسی میں برصغیر کے مسلمانوں کی خوش حالی بھی مد نظر تھی۔ اس ادارے کا موضوع جس احتیاط، عاجزی اور احترام کا متقاضی تھا اسے ملحوظ رکھتے ہوئے شائستہ اور رواں اسلوب سے آگے بڑھایا گیا ہے۔ درحقیقت یہ ادارہ سیرت نگاری میں شمار ہوتا ہے۔ عام فہم اور غیر داستانی طرز نگارش نے اس کے مدعا کو سہل کر دیا ہے۔ سیرت سے ان تعلیمات کا انتخاب کیا گیا ہے جن کی اس وقت اشد ضرورت تھی۔ اخبار نے انہیں ایسے پیش کیا ہے کہ ہر آنے والے عہد کو ان کی احتیاج رہے گی۔ اس کا مختصر نثری نمونہ یہ ہے:

"ایک قلیل عرصہ کے بعد سب سے زیادہ مہذب اور سب سے زیادہ خُدا

پرست اور سب سے زیادہ محافظ حقوق نسوان وغیرہ تسلیم ہونے لگے۔ یہ کیا

تھا؟ وہ اس تعلیم کا اثر تھا جو کہ رحمۃ للعالمین نے دُنیا پر پھیلائی۔" (8)

ادارہ سیرت نگاری کے جن عناصر سے آراستہ ہے اس کی بنیاد پر اسے بلوچستان میں سیرت نگاری کے ابتدائی نقوش میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ کیوں کہ اس طرز کا کوئی اور ادارہ اب تک دستیاب نہیں ہوا ہے۔ البتہ اسوہ حسنہ پر مضامین نویسی کا سلسلہ اس ادارے سے ایک مہینہ چھ دن پہلے شروع ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر نے بھی اس سلسلے میں معلومات یوں فراہم کی ہیں:

"بلوچ" کے ۲۸ مئی ۱۹۳۳ء مطابق ۳ صفر المظفر ۱۳۵۲ھ کے

شمارے میں قاضی مولوی احمد صاحب پیدار کی ازبندر پسنی کا مضمون

اسوہ حسنہ (ص ۷) شائع ہوا۔" (9)

میلا د نمبر اخبار البلوچ کا واحد خصوصی نمبر ہے کیوں کہ اس اخبار نے اپنی اشاعتوں کے نسبتاً مختصر دورانیے میں کوئی اور خصوصی نمبر نہیں نکالا تھا۔ اس نمبر کے ذریعے سیرت اور نعت گوئی کے کئی نمونے سامنے آئے۔ جنہوں نے بلوچستان میں اردو نثر نگاری اور شعر گوئی کے ذوق میں اضافہ کر کے عوامی توجہ شعر و نثر کی جانب مبذول کرائی۔

۳۰ جولائی ۱۹۳۳ء، جلد ۲، شماره ۱۲، کالم ۱-۴، ص ۳، پر شائع شدہ ادارہ یہ بہ عنوان، کراچی میں نزول باراں کا محشر خیز منظر باشندگان لیاری کو ارٹری کی افسوسناک تباہی، پر لکھا گیا ہے۔ اس صفحے پر بھی مکمل انگریزی تاریخ، البلوچ کی تختی کے نیچے نہیں لکھی گئی، صرف ۶ بجے آخر ۱۹۳۳ء کراچی درج ہے۔ جس میں لیاری کو ارٹری کراچی کے باشندوں کے مسائل پر آواز اٹھائی گئی ہے۔ یہ مسائل میونسپلٹی اور بلدیہ سے وابستہ ہیں جن کی ناقص کارکردگی کے باعث باران رحمت لیاری کو ارٹری کے لیے شدید زحمت بن گئی تھی۔ ادارہ نوٹس نے حل کے لیے تجاویز پیش کرتے ہوئے مسٹری۔ ایل۔ پرائس رکن کراچی میونسپلٹی کے انتظام اور غریب پروری کو سراہا ہے۔ انگریز افسران کی کارکردگی پر تبصرے اردو صحافت کا ابتدائی حصہ رہے ہیں۔ جن کے ذریعے حکومت وقت سے روابط کا استوار کرنا اور ان کے نمائندوں کی کارکردگی بتلانا مقصود ہے۔ البلوچ نے بھی یہی انداز اپناتے ہوئے اپنے عہد کی صحافتی روش اختیار کی ہے۔ یہ تحریر تکنیکی اعتبار سے تجزیاتی بیانیہ رپورٹ ہے۔ جس میں سابقہ اور آئندہ رموز کو مد نظر رکھ کر اظہار تشویش کیا گیا ہے۔ درخواست، گزارش، تجزیہ، تحقیق، اعداد اور شمار کے وظائف کسی تحریر کو اداریے کی صحافتی صنف میں ڈھالتے ہیں۔ یہ سب اوصاف اس میں موجود ہیں۔ مذکورہ ادارہ رواں اور سلیمس زبان میں لکھا گیا ہے۔ البتہ کہیں کہیں قدیم املا بھی برتی گئی ہے۔ جیسے پہنچا کو پہنچا لکھا ہے:

”کراچی میونسپلٹی نے اہالیان لیاری کو ارٹری کو ایسی ناگہانی مصیبتوں سے

بچانے کے لیے کوئی مستقل انتظام نہ کر کے اپنی فرض ناشناسی کا کافی ثبوت

بہم پہنچا دیا ہے۔“<sup>(10)</sup>

گزشتہ اداریوں کی طرح اس کی نثر میں بھی مفرد الفاظ جوڑ کر لکھنے اور اعراب لگانے کا رویہ ملتا ہے۔ لفظوں کو ملا کر لکھنا رسم کتابت کا سقم ہے جو اردو املا کی معیار بندی کے خلاف ہے۔

۱۶ اگست ۱۹۳۳ء، جلد ۲، شمارہ ۱۳، کالم ۱-۳، ص ۳، پر شائع شدہ ادارہ یہ بہ عنوان، مدارس ریاست قلات کیلئے ایجوکیشنل انسپکٹر کی ضرورت وزیر اعظم صاحب توجہ فرمائیں، گزشتہ موضوعات کا تسلسل ہے۔ تحریر کا مقصد بلوچستانیوں کو سرکاری ملازمتوں بالخصوص تعلیم میں اولیت پر رکھنا ہے۔ یہ مسئلہ اس سے قبل بھی احاطہ تحریر میں لایا چکا ہے۔ یہاں دلیل سے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ بلوچستانیوں کے حقوق کی بازیافت تعلیم کے حصول سے ممکن ہے۔ جب کہ تدریس کا سلسلہ بھی بلوچستانیوں کے ذریعے سے جاری رکھنا بھی ضروری ہے۔ اس ادارے کی انفرادیت موضوع کے ساتھ ساتھ اس کا نثری اسلوب ہے۔ گو کہ لکھاری کا نام نہیں دیا گیا ہے۔ لیکن تحریر کا مزاج، لفظیات، لب و لہجہ اور اندرونی شہادتیں بتاتی ہیں کہ یہ ادارہ محمد حسین عنقا کے قلم سے نکلا ہے۔ اس کی یہ سطر، ”منشی محمد حسین عنقا کا خط آج کی اشاعت میں کسی دوسری جگہ درج ہے“ کے سیاق و سباق میں اور مذکورہ خط کے لب و لہجے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دونوں کا مصنف ایک ہی فرد ہے۔ ادارے کا اقتباس یوں ہے:

”ملکی نوجوان کافی بیدار ہو چکے ہیں اور اپنے حقوق کو کبھی مذبح نہیں

ہونے دیں گے۔ منشی محمد حسین عنقا کا خط آج کی اشاعت میں کسی دوسری

جگہ درج ہے۔ ان کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ آسامی مذکور پر تقرری

پانے کیلئے خان بہادر مولوی نجم الدین صاحب سابق انسپکٹر مدارس کوشش

کر رہے ہیں۔“ (11)

یہ ادارہ خان بہادر مولوی نجم الدین سابق انسپکٹر مدارس کے خلاف ملکی وغیر ملکی کی تقرری کے تنازع پر لکھا گیا ہے۔ جب کہ محمد حسین عنقا کا لاہور سے موصولہ خط بھی وزیر اعظم ریاست قلات کو متوجہ کرنے کے لیے ان کے خلاف توضیحی نکات کے ساتھ ارسال کیا گیا ہے۔ خط سے اقتباس یوں ہے:

”خان بہادر مولوی نجم الدین صاحب نہایت متعصب اور ملکی کش ہیں نیز

نام بردہ صاحب اشتہار مشتہرہ پر ٹھیک اترتے بھی نہیں۔ بلوچی میں نوشت و

خواند تو بجائے خود وہ بلوچی زبان سے بھی چنداں واقفیت نہیں رکھتے" (12)

ایسے ادارے جن میں بلوچستان کے سرکاری ملازمتوں پر حقوق کی طلبی کا تذکرہ ہے، طرز نگارش میں مماثل ہیں۔ یہ اپنے عہد کی مروجہ اردو نثر میں تحریر کیے گئے ہیں۔ جس پر داستانویت، تمثیلیت یا مزیت کا شائبہ نہیں ہوتا ہے۔

۱۷ ستمبر ۱۹۳۳ء، جلد ۲، شمارہ ۱۹، کالم ۱-۴، ص ۳، کو جاری کیا گیا اخبار البلوچ پیش کش میں پہلے شماروں سے مختلف ہے۔ اخبار کی پیشانی پر اللہ اکبر پہلے صفحے کے وسط میں تحریر ہے جو آئندہ تین صفحات کے دائیں جانب بھی لکھا گیا ہے۔ باقی ماندہ صفحات پر یہ نعرہ نہیں ملتا۔ اس سے پہلے البلوچ کے سب ہی ادارے صفحہ ۳ پر اخبار کے نام کی تختی کے نیچے شائع کیے گئے ہیں۔ جب کہ اس اشاعت کا ادارہ غیر رسمی طور سے جاری کیا گیا ہے۔ ہزبائی نس خان معظم سرکار قلات مرحوم و مغفور سید محمد اعظم خان کے مختصر حالات!، کی سرخی کے اوپر اخبار کی تختی کی جگہ اللہ اکبر کا نعرہ لکھا ہے۔ پر اسے البلوچ نے میر محمد اعظم خان کی وفات کے پر ملال موقع پر اظہار تعزیت اور دوسری جانب نئے سردار قوم کے انتخاب میں انگریز حکومت اور سرداران قوم سے دانش مندی کے تقاضے کے ساتھ شائع کیا ہے۔ ادارے کا موضوع میر محمد اعظم خان کی وفات سے پیدا ہونے والا خلا ہے۔ اظہار تعزیت کے لیے جو راہ اختیار کی ہے وہ فنی اعتبار سے خاکہ نگاری سے قریب تر ہے۔ ۱۹۳۳ء میں لکھا گیا خاکہ نما ادارہ، بلوچستان میں اردو نثر کے غیر افسانوی ادب میں اضافہ ہے۔ سہل و سلیس زبان میں لکھے گئے تاریخی احوال اور شخصیت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کی ادب و تحقیق سے وابستگی ہے یا رہی ہے۔ ادارے کی عبارت کی کیفیت یہ ہے:

"آپ ایک رحمدل اور حلیم بادشاہ تھے اور ہمیشہ اپنے خدا کی یاد میں مشغول

رہتے تھے، ضعیف العمر ہونے کے باوجود آپ نے اخیر دم تک تہجد کی نماز

تک قضا نہ ہونے دیا اور آپ کی ذات کی طرف سے آج تک کسی فرد بشر کو کسی

قسم کی شکایت کا بھی موقع نہ ملا۔" (13)

اخبارات اپنے نظریاتی اصول و ضوابط کو مد نظر رکھتے ہیں۔ اس لیے ان کی طرف سے بعض مسائل پر مرحلہ دار اظہار رائے کیا جاتا ہے۔ البلوچ کی پالیسی بلوچستان اور بلوچوں کے حقوق کا تحفظ ہے۔ لہذا اس کے اداروں میں موضوعات کا ربط و تسلسل اہم زاویے کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔

۲۴ ستمبر ۱۹۳۳ء، جلد ۲، شمارہ ۲۰، کالم ۱-۴، ص ۳ سپر ادارہ، قلات کی مسند نشینی کا سوال!، گزشتہ ادارے کی تجزیاتی کڑی ہے۔ جس سے بلوچستان کی اردو نثر میں تبصرے اور تجزیاتی تنقید کی راہ کھلتی ہے۔ جو بعد ازاں خالص ادب میں ڈھل کر صنف کی صورت اختیار کر جاتے ہیں۔ ادارے کا موضوع ریاست قلات کے نئے سردار کی تقرری ہے۔ ہندوستان کے دیگر اخبارات کی رائے زنی کے جواب میں البلوچ نے اپنی تجاویز اور موقف واضح کیا ہے۔ جس سے سرداری و قبائلی نظام میں حکومت کے اصول و ضوابط سے آگہی حاصل ہوتی ہے۔ ادارے کو ان سرخیوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ وزیر اعظم صاحب کی قلات کی سلامت روی، البلوچ اور اتحاد بلوچان۔ ان سرخیوں میں باہم ربط نہیں ہے لیکن ذیلی سرخیوں میں بنیادی سوالات سرداران ریاست کے حسن انتظام، فیصلہ سازی اور قبائلی نظام کے محاسن و معائب ہیں۔ درج بالا زاویے ذیل کے اقتباس میں دیکھے جاسکتے ہیں:

"جب سے خان معظم مرحوم انتقال فرما گئے ہیں ہندوستانی اخبارات نے قلات کی مسند نشینی پر رائے زنی شروع کر رکھی ہے۔ ہم بلوچوں کا یہ دستور ہے کہ کسی سردار یا خان کے رحلت فرمانیکے بعد اسکی مسند پر اسکے فرزند اکبر کو بٹھایا جاتا ہے۔ ہم جملہ ریاست کے سرداران سے پر زور اپیل کریں گے کہ وہ ہندوستانی اخبارات سے متاثر ہو کر ایسی فاش غلطی ہرگز نہ کریں۔" (14)

یہ ادارہ عصری شعور کا حامل ہے۔ جس سے البلوچ کے اداروں میں مصالحت، سیاست اور حقائق کے ترسیل کی اجتماعی کوششیں عیاں ہوتی ہیں۔ اخبار نے اپنے مفادات کے پیش نظر ملک کے دوسرے حصوں سے شائع ہونے والے اخبارات کے مضامین کو بہ طور ادارہ چھاپنے

کرنے کی روایت بھی قائم کی ہے۔ یہ تجزیاتی رپورٹیں ہیں جنہیں بالعموم بلوچستان کی سرگرم سیاسی، علمی اور ادبی شخصیات نے تحریر کیا ہے۔ یہ تائید و تردید، موازنے و تقابل اور حقائق و نقد کے اصولوں پر لکھی گئی ہیں۔ اس لیے ان کی ادبی حیثیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

۲۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء، جلد ۲، شمارہ ۲۵، کالم ۱-۴، ص ۳ پر، قلات کے خان معظم کے انتخاب پر جو انان بلوچستان کا بے پایاں اظہار مسرت، از قلم میر عبدالعزیز خان کردشایع کیا گیا ہے۔ چار سرخیوں، وزارت عظمیٰ کا مسئلہ، نیامعاہدہ اور خان معظم پر پابندی، اعلیٰ حضرت خان معظم کی خدمت میں ہدیہ تبریک اور خاتمہ، میں بلوچستان کے سیاسی منظر نامے کا تجزیہ کرتے ہوئے، حکومتی فیصلوں پر ماہرانہ رائے دی گئی ہے۔ یہ ادارہ، اخبار آزاد لاہور میں طبع شدہ مضمون سے مستعار لیا گیا ہے۔ اس لیے یہ البلوچ میں طبع ثانی کے طور پر چھپا ہے۔ ادارے کی ابتدا میں یوسف عزیز مگسی کی تحریک کو خوش آسند اور ترقی کا زینہ قرار دیا گیا ہے۔ وزارت عظمیٰ کا مسئلہ، کے تحت نواب گل محمد خان کو وزیر اعظم کے عہد سے سبک دوش کیے جانے اور انگریز حاکم کے انتخاب پر صدائے احتجاج بلند کی گئی ہے۔ عبدالعزیز کردچوں کہ بلوچستان کے فعال سیاسی و سماجی کارکن تھے اس لیے ان کے مضامین کو حالات حاضرہ پر منضبط تبصرہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ ادارے کا خاص زاویہ، نیامعاہدہ اور خان معظم پر پابندی، کی سرخی لگا کر قلات کی سیاست پر شایع شدہ تبصرہ ہے۔ جس میں خان قلات سے انگریز حاکم کے نئے معاہدے کا مشردہ سنا گیا ہے۔ اور آخر میں دعا کی گئی ہے کہ یہ خبر درست نہ ہو۔ اسی طرح خاتمہ، کے عنوان سے عبدالعزیز کرد اپنی بیماری کا تذکرہ کرتے ہوئے آسندہ قسط کے جلد شایع کرنے کی اطلاع دیتے ہیں۔ جس میں ریاست قلات میں فوری اصلاحات کرنے کی نوید دی گئی ہے۔ اس ادارے کا علمی و ادبی رخ کئی سمتوں میں نمودار ہوتا ہے۔ اس میں رپورٹ نویسی اور تبصرہ نگاری کے اوصاف پائے جاتے ہیں۔ لہذا اس کا نثری پیرایہ مانوس ہے۔ جہاں کہیں اردو و فارسی محاورات یا ضرب المثل کی ضرورت پیش آئی ہے ان کا بر محل استعمال کیا گیا ہے۔ املا اور تلفظ اردو کے جدید مزاج سے قریب تر ہے۔ البتہ کتابت میں یاے معروف اور یاے مجہول کا فرق روا نہیں رکھا گیا ادارے سے اس کی مثال یوں ہے:

”کیوں ہمارے جائز مطالبات پر توجہ نہیں دیجاتی؟ کیا ہمارا تصور یہ ہے

کہ ہم نے ہندوستان کے حالات سے پوری طور پر باخبر ہونے کے باوجود

اور ہندوستان سے پوری ہمدردی رکھتے ہوئے بھی مہاتما گاندھی کا ساتھ

ند دیا اور خاموشی کے ساتھ ”پنہ بہ گوش اور مہر بہ دہن“ ہو کر امن

پسندی کا ثبوت پیش کیا۔ کیا ہماری امن پسندی کا صلہ یہی ہے، کہ ہمارے

جائز حقوق کی طرف سے آنکھیں بند کی گئی ہیں۔“ (15)

عبدالعزیز کرد کا یہ ادارہ بلوچستان کی سیاسی تاریخ ہے۔ لہذا بلوچستان کے اردو نثری سرمائے میں اس کی پختہ اور رواں نثر سے ادبی تاریخ مرتب کرنے میں بھی مدد ملے گی۔

۱۷ ستمبر ۱۹۳۳ء سے لے کر ۵ نومبر ۱۹۳۳ء تک اخبار البلوچ، کے ادارے کا موضوع عمومی طور پر ریاست قلات کی تخت نشینی اور سیاسی معاملات ہیں۔ ۵ نومبر ۱۹۳۳ء، جلد ۱، شمارہ ۲۶، کالم ۱-۴، ص ۳ کا ادارہ یہ بہ عنوان، نئے خان معظم سرکار قلات سے چند گزارشات، اس سلسلے کی کڑی ہے۔ اسے گزشتہ اداریوں کی قسط کہنا موزوں ہے۔ ریاست قلات کے نئے خان کے تقرر کے وقت برصغیر کے دیگر اخبارات میں بھی تجاویز، آراء اور خبریں شائع ہو رہی تھیں۔ لیکن البلوچ کے تفصیلی تبصروں کی روشنی میں اخبار کی منشا پوری ہوئی۔ شہزادہ احمد یار خان کے انتخاب پر خوشی کا اظہار کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی میر بہرام خان کے مظالم کی طرف توجہ بھی دلائی گئی ہے۔

پیر بخش شہدادزی کا مضمون بلوچستان و آل انڈیا بلوچ کانفرنس حیدرآباد سندھ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۳۳ء، جو آنے والی کانفرنس کی زمین ہم وار کرنے کے لیے قبل از وقت لکھا گیا تھا، بلوچستان اور ادارہ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۳ء، جلد ۲، شمارہ ۳۰، کالم ۱-۴، ص ۳ پر چھاپا گیا ہے۔ ایسے اداروں سے اس عہد کی سیاسی تحریکیوں کا ادارک ہوتا ہے۔ اس میں براہ راست بلوچ قوم سے خطاب کرتے ہوئے انھیں جھنجھوڑنے کا انداز اختیار کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی پورے ہندوستان کی اقوام سے ان کا موازنہ بھی پایا جاتا ہے۔ نتیجے کے طور پر یہ باور کرایا گیا ہے کہ وہ اپنی موجودہ حالت پر قائم رہے تو ان کا مستقبل تاریک تر اور شمار دنیا کی پست ترین اقوام میں ہونے لگے گا۔ آخر میں بلوچستان و آل انڈیا بلوچستان کانفرنس میں شرکت کی پر زور اپیل بھی کی ہے۔ موضوع سے قطع نظر داستانی اسلوب کا حامل یہ ادارہ قدیم اردو نثر کی یاد تازہ کرتا ہے۔ اس کی ہیبت خطاب کی سی ہے۔ مدعا کے بیان میں اردو، فارسی اشعار، ضرب المثل اور آیات قرآنی سے استفادہ کیا گیا ہے۔ بلوچی زبان کی عبارت بھی مع

ترجمہ شامل متن ہے۔ البتہ چند ایک مثالیں قدیم املا و تلفظ کی بھی ملتی ہیں۔ تذکیر و تائید کی بلوچستانی کیفیت بھی طاری ہو جاتی ہے۔ ادارے سے نثری نمونہ یوں ہے:

"جب حکام تم سے پوچھتے ہیں کہ تم کیا حقوق چاہتے ہو، یا جو مظالم تم پر

توڑے جاتے ہیں انکا بیان اظہار کرو، تو تم مندرجہ ذیل کے جواب دیکر اپنی

جمود و جہالت اور زبوں حالی کا اعلان کرتے ہو کہ ”واجبہ ما چیا پڑ سے

، ما بلوچن ما غنوکن، ما ہیج ززانن، واجہ وتے ہنجوتے خیالاکیت بن،“ یعنی

صاحب ہم سے کیا پوچھتے ہو، ہم بلوچ ہیں، ہم ہو قوف ہیں، ہم کچھ نہیں سمجھ

سکتے آپ مختار ہیں، جیسا خیال میں آئے ویسا کرو۔ آہ! " (16)

بلوچستانی اردو نثر بالخصوص ادارے میں اردو کے ہم راہ بلوچی کے جملے لکھنے کی یہ باضابطہ کوشش ہے۔ جو اردو مفاہیم کی وضاحت کے لیے عربی اور فارسی کے نثری جملوں کی آمیزش میں ایسا اضافہ ہے جس کا تعلق پوری طرح بلوچستان سے ہے۔ یوں اردو نثر کے اشتراک عمل میں بلوچی زبان کا جوڑان قارئین کے لیے دلچسپی اور خوشی کا باعث ہے جو اردو کے ساتھ ساتھ بلوچی بھی جانتے ہیں۔

۱۰ دسمبر ۱۹۳۳ء، جلد ۲، شمارہ ۳۱، کالم ۱۔ ۴، ص ۳، کا ادارہ یہ بہ عنوان، مدرسہ عربیہ اسلامیہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی، البلوچ کی صحافتی پالیسی کے ماتحت مدرسہ کی مالی امداد اور اس کی کارکردگی پر مبنی ہے۔ جس کا مقصد ایسے تمام مدارس کی مالی اعانت ہے جس سے بلوچ قوم کی ترقی اور فلاح جڑی ہے۔ یہ ادارہ مظہر العلوم کا سلجھا ہوا، منظم اشتہار ہے۔ ایسے اشتہارات جن میں عوامی شعور و آگہی کے عناصر کار فرما ہوں اور وہ نجی یا سرکاری تنظیموں، اداروں اور سکیموں کی تشہیر، علمی انداز میں کریں فیچر میں شمار ہوتے ہیں۔ مدرسہ مظہر العلوم کی پچاس سالہ خدمات اور سہولیات کے بیان سے اس کی ترقی و ترویج کے لیے امداد، صدقات اور زکوٰۃ کا مطالبہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

"مدرسہ عربیہ اسلامیہ مظہر العلوم میں جس کی بنیاد عرصہ پچاس سال سے نہایت پر خلوص و اللہیت کیساتھ نیک طینت و خدا پرست حضرات کے ہاتھوں پڑی تھی، بہ فضلہ تعالیٰ اپنے بانی کے خلوص کے باعث روز بروز اپنے مبارک عزائم و نیک مقاصد میں کامیاب ہوتا جا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کی بنیاد صداقت اور اخلاص پر رکھی گئی ہو، خداوند عالم السر و الخفیات اسے با برکت و مستحکم بناتا ہے۔" (17)

بلوچستان میں نثری اضافے کے آغاز اور ارتقاء میں البلوچ کے اداروں نے کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ درج بالا فیچر نماداریہ ان میں سے ایک ہے۔ البلوچ کے اداروں نے تاریخی تحقیق کی راہیں بھی کھولیں ہیں۔

۷ جنوری ۱۹۳۴ء، جلد ۳، شماره نہ دارد، کالم ۱-۴، ص ۳، پر بلوچستان اینڈ ایڈیٹریل بلوچ کانفرنس، کے عنوان سے چھپنے والا ادارہ کانفرنس کی رپورٹ ہے۔ چونکہ یہ مکمل اشاعت نہیں، آخر میں، باقی آئندہ کے الفاظ درج ہیں۔ اس لیے ابتدا میں وضاحتی نوٹ ہے پھر تین سرخیاں، موجودہ بلوچستان، دستوری حکومت اور والٹی خیر پور کا پیغام لگا کر متن کو تقسیم کیا گیا ہے۔ تحریر کو مربوط تجزیہ کہنا موزوں ہے۔ جس میں اہم تاریخی واقعات کی طرف نمایاں اشارے کیے گئے ہیں۔ جیسے لکھا ہے ”جبکہ سرداران بلوچستان سے ایک نمردوش انگریز افسر نے اپنی پلٹن کیلئے گھوڑے کا کام لیا تھا،“ اسی طرح خان عبدالصمد خان اچکزئی کے لئے ”بلوچستانی گاندھی“ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ اخبار نے اپنے گزشتہ صحافتی تجزیے کی روشنی میں ۱۹۳۴ء میں برصغیر کی سیاست و صحافت کی تائید و تقلید میں بلوچستان کی حکومتی پالیسیوں پر تجویز و تدبیر کی روش اپنائی۔ مذکورہ ادارہ اس رخ کا نمائندہ ہے۔ جس میں اس عہد کے مروجہ جہرگہ سسٹم اور طریقہ حکومت پر تنقید کی گئی ہے۔ ساتھ ہی دستوری حکومت کے محاسن اور معائب دونوں بیان کیے گئے ہیں۔ جیسے قوم کا اپنا سردار خود منتخب کرنا، شاہی جرگے میں قوم منتخب نمائندہ بھیجے گی، سردار گھرانے اور عام گھرانے کے افراد برابر ہوں گے، والٹی خیر پور کی قیادت سے شکوہ بھی کر دیا گیا ہے۔ یہ ادارہ بلوچستان کی اردو نثر میں تاریخی مضمون کی حیثیت رکھتا ہے۔

۱۲ جنوری ۱۹۳۴ء، جلد ۲، شماره ۳۵، کالم ۱-۴، ص ۳۳ ادارہ یہ بہ عنوان بلوچستان اینڈ آل انڈیا بلوچ کانفرنس گزشتہ سے پیوستہ ہے۔ اس کی خاص بات وہ تقریر ہے جس میں بندے علی خان نے سادہ لفظوں میں بلوچستان کی مطلوبہ اصلاحات کو رد کر دیا ہے۔ اخبار نے ٹوڈیٹ اور رجعت پسندی کی اصطلاحات استعمال کرتے ہوئے بندے علی خان کے بیان کی مذمت کی ہے۔ اس اشاعت میں پہلی بار واٹشگاف لفظوں میں بلوچ پر پابندی کے شواہد کے معاملات اور دیگر صوبوں سے مساوات کی بنا پر حکومت سے اصلاحات کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ جو اس سے قبل کے اخبار بلوچ میں نمایاں نہیں تھے۔ اس لیے جنوری ۱۹۳۴ء کے شمارے تاریخی تناظر میں آزادی سے قبل کے بلوچستان کی حقیقی تصویر کشی ہیں:

”میر صاحب سے یہ دریافت کرنا بیجانہ ہو گا کہ جس سر زمین بے آئین میں

اخبار نکالنے کی اجازت نہ ہو، جہاں تقریر کی آزادی نہ ہو اور جہاں پبلک جلسے کرنے

ممنوع ہوں وہاں اصلاحات نافذ ہونے کا وقت کیونکر اور کب لایا جاسکتا

ہے۔“ (18)

بلوچ کے گزشتہ اداریوں کی طرح اس ادارے میں بھی انگریزی الفاظ کا استعمال ملتا ہے۔ جس سے جدید اردو نثر کے فروغ کا سرا بھی ہاتھ آتا ہے اور ادوزبان کی انجمنی صلاحیت کا ادراک ہوتا ہے۔

۲ فروری ۱۹۳۴ء، جلد ۲، شماره ۳۵، کالم ۱-۴، ص ۳۳ ادارہ یہ، بلوچ کے اختصاصیہ کانیا دور، کے نام سے بہ لحاظ موضوع گزشتہ دو اداریوں کی اگلی کڑی ہے۔ حکومت کی پالیسیوں اور جبر و استبداد کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کی روش پر سختی سے کاربند اخبار کے اس ادارے میں بھی ارباب اقتدار کی غلطی اور قوم سے چند باتیں، کی سرخیوں میں اپنے مطالبات، اصلاحات اور قربانی سے دریغ نہ کرنے کی نصیحت نوجوانوں کو کی ہے۔ ادارے کی اردو نثر اپنے عہد کی عام بول چال، صحافتی و ادبی رنگ کی غماز ہے۔ جسے فارسی، اشعار سے مزین کیا گیا ہے۔ اسلوب پولا نورت و لیم کالج کی نثر کے اثرات ہیں۔ دوم خالص ہندی، اردو، فارسی کی آمیزش سے تیار کیا گیا اسلوب ہے۔ سوم عربی، فارسی اور اردو سے وضع کردہ طرز بیان کا چاؤ بھی ہے۔ اسی سبب بلوچ کی اردو نثر پر خالص اردو زبان کے ساتھ فارسی و عربی کی امثال

واشعار سے رنگ آمیزی کا رویہ ملتا ہے۔ بعض اشاعتوں میں ادارہ مکمل طور پر فارسی زبان میں رقم کیا گیا ہے۔ جیسے یکم اکتوبر ۱۹۳۴ء کا ادارہ دور جدید بلوچستان، فارسی میں تحریر کیا گیا ہے۔

البلوچ کے ادارے نفس مضمون میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ ان کا فلسفہ حیات ایک ہی ہے۔ ان کے اجزائے ترکیبی نے حقیقی معنی میں تحریک آزادی میں عملی حصہ ڈالا۔ بلوچستانی رہنماؤں کی سرگرمیوں پر نہ صرف نگاہ ہے بل کہ تجاویز و آراء، تحقیق و تنقید کی روش کو جاری رکھتے ہوئے بے باکی سے اپنا موقف بیان کرنے کی جرات بھی ہے۔

۱۲ فروری ۱۹۳۴ء کا ادارہ بلوچستان کے مظلوم رہنما خان عبدالصمد خان اچکزئی اور میر عبدالعزیز خان کرد، ایسے ہی اداروں میں سے ایک ہے۔ جس میں خان عبدالصمد خان اچکزئی اور عبدالعزیز خان کرد کے خلاف درج مقدموں کی اصل حقیقت آشکار کر کے عوام میں آگہی و شعور پیدا کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ خان عبدالصمد خان پر دفعہ ۶۰ کے تحت حکومت کے خلاف عوام میں نفرت پھیلانے کی کوشش، جبکہ عبدالعزیز کرد پر سیاست میں حصہ لینا، حکومت کے انتظام میں دخل دینا اور سرداروں کی ہتک کرنا جیسے تین الزامات عائد کیے گئے ہیں۔ ادارہ میں حسب معمول سرداروں کو قوم کا حقیقی نمائندہ سمجھنے سے انکار کیا گیا ہے۔ ابتدا طزیہ اور تیکھے لہجے میں شعر سے یوں کی گئی ہے:-

”ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

مستبد حکومت اپنی ہر دنیائے عمل میں جداگانہ نوعیت کی مالک

ہے یہاں ظلم اگر عدل ہوتا ہے، سچ جھوٹ متصور ہوتا ہے اور

تشدد رحم گردانا جاتا ہے حکومت نے بلوچستان کے گاندھی خان

عبدالصمد خان اچکزئی اور اسکے دلی رفیق میر عبدالعزیز خان کو گرفتار

کر لیا ہے۔“ (19)

اداریہ بلوچستان بلوچستان کیلئے، ۱۸ فروری ۱۹۳۴ء، جلد ۱، شماره ۳۹، کالم ۱-۴، ص ۳ کی اشاعت ہے۔ جس میں بین السطور گزشتہ ادارے کے کچھ تانے بانے موجود ہیں۔ بنیادی موضوع غیر ملکی و ملکی کاسرکاری ملازمتوں پر استحقاق ہے۔ اس زاویے پر بلوچ نے متعدد اشاعتوں میں خامہ فرسائی کی ہے۔ دلیل و منطق سے بات کو حکومت تک پہنچانے کی سعی کی گئی ہے۔ آخری حصہ اس بات کا آئینہ دار ہے کہ ادارہ نویس کو ہندوستان کی تمام تحریکوں اور سیاسی اکھاڑ پچھاڑ کا ادراک ہے۔ تحریر پر اپنے عہد کے عالمانہ طرز نگارش کی جھلک موجود ہے۔ جابہ جافارسی اشعار اور اردو محاوروں سے کام لیا گیا ہے۔ ادارے کا آغاز یوسف عزیز گلسی کے فارسی شعر سے کیا گیا ہے۔ البتہ گزشتہ کئی اشاعتوں کی نسبت اس میں مفرد الفاظ کو ملا کر کتابت کرنے کا رجحان غالب ہے۔

اداریہ کے نکات کی مزید توثیق ۴ مارچ ۱۹۳۴ء، جلد ۲، شماره ۴۱، کالم ۱-۴، ص ۳، پر بلوچستان، کے عنوان سے لکھے گئے ادارے میں کی گئی ہے۔ فارسی شعر سے شروع کیا گیا یہ ادارہ بھی خالصتاً سیاسی امور پر مشتمل ہے۔ جس میں انگریز حاکموں، ان کے ہی خواہان، بلوچستان کے سرداروں اور بعض بلوچستانی ریاستوں کے سرداروں کی کم زوریوں پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ ان میں بلوچستان کے اس عہد کی حقیقی تصویر نمودار ہوتی ہے۔ اہم کرداروں سے وابستہ مخفی حقائق بھی سامنے لائے گئے ہیں۔ جن سے بلوچستان کی تاریخی حقیقت کو جانچا جاسکتا ہے۔ ادارے کے اقتباس سے اس کا ایک پہلو یوں اجاگر ہوتا ہے:

”خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بلوچستان کی حالت ہندوستان کے

دوسرے صوبوں سے ذرا مختلف ہے، ہندوستان غلام ہے اور

بلوچستان قیدی، کیونکہ بلوچستان میں انگریزی حکومت کے قبضہ

میں جو علاقہ ہے اسے مستحار کہتے ہیں مالکانہ قیادت تسلیم نہیں کی

جاسکتی، پسنی کے علاقوں میں بھی وہ ایک مہمان کی حیثیت رکھتے

یہیں کمزوری صرف خان قلات اور قبائلی علاقوں کے انگریزی

سرداروں کی ہے جس میں سے بعض تو بزدل اور قدامت پسند

ہیں“ (20)

اس ادارے کا مزاج، لفظیات، آئرنی کی تکنیک، فارسی اشعار، ضرب المثل، محاورے کا استعمال، تجزیے کا طریقہ کار، تقابل کی صحافتی رو، نقد و تحقیق کی علمی اور ادبی خوب سے مزین ہے۔ جس سے اس کی جدیدیت مسلمہ ہو جاتی ہے۔

ہفت روزہ البلوچ، کراچی، کے تمام اداروں کے تحقیقی مطالعے سے جو نتائج عیاں ہوتے ہیں وہ آزادی سے قبل اردو نثر کی کیفیت، حالت اور مزاج کو نمایاں کرتے ہیں۔ بلوچستان میں اردو نثر کے ارتقا میں البلوچ کے ہمہ جہت اداروں نے کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ ان میں اردو کی ابتدائی نثر سے لے کر جدید نثری تحریروں کے نمائندہ اسالیب سب موجود ہیں۔ اخبار البلوچ، بلوچ قبائل کی من حیث القوم حقوق کے لیے آواز بلند کرتا رہا ہے۔ اس لیے ان اداروں میں صرف بلوچستان کا تذکرہ ہی نہیں ملتا بلکہ پورے ملک اور ملک سے باہر جہاں کہیں بھی وہ آباد ہیں ان کے مسائل کا اظہار کرتا ہے۔ البلوچ، بلوچستان کا اولین اخبار تھا اس نے جو موضوعات، مسائل اور نکات اجاگر کیے وہ بعد میں جاری ہونے والے اخبارات کے اداروں کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ادارے براہ راست ادب سے تعلق نہیں رکھتے لیکن لفظ اور اظہار کے وسیلے سے بلا واسطہ ادب کہے جاسکتے ہیں۔ بیسویں صدی میں کئی ادبی تحریکوں کے اثرات بہ یک وقت کار فرماتے جو ایک دوسرے کا رد عمل تھے۔ اس عمل اور رد عمل نے تخلیقی نثری ادب کے لیے راہیں استوار کیں جن کے اثرات سے البلوچ کے اداروں نے شعوری اور لاشعوری طور پر استفادہ کیا۔ اس کے مدیران میں عبدالصمد سر بازی، گل وقتی مدیر تھے۔ جب کہ معاون مدیر کی حیثیت سے محمد حسین عنقانی بھی ادارے لکھے۔ پیر بخش شہزاد زئی، میر عبدالعزیز کرد اور مولوی محمد عبداللہ کو بھی مدیر کی حیثیت سے کام کرنے کے مواقع فراہم کیے گئے تاکہ ایسی جماعت تیار ہو جائے جو بلوچستانی صحافیوں کی شکل میں مستقبل کی ذمہ داریوں سے عہدہ براہو سکے۔ یہ سب اردو میں ترقی پسند تحریک کے اعلان سے پہلے کے وہ لکھاری ہیں جو بلوچستان میں غیر شعوری طور پر اس تحریک کو ہمیں لگا چکے تھے۔ ان کے اداروں

میں جہاں پسے ہوئے طبقات کے فوری اور ہم گیر مسائل کو پیش کرنے کا سلیقہ موجود ہے وہاں التجا کی دل گیری اور سزا سے بے نیاز ہو کر سخت موقف اختیار کرنے کا وتیرہ بھی ہے۔ ادب کی آب یاری بھی انھی رویوں کی اکھاڑ پچھاڑ سے مربوط ہے۔ البتہ بعض ادارتی عبارتوں کے طرز تحریر سے اسالیب کا تعین ہوتا ہے۔ جن سے ادبی، سیاسی، مذہبی یا پھر سماجی رجحانات کی حامل شخصیات کی وابستگی کو پہچانا جاسکتا ہے۔ رجحان اور اسلوب دونوں کا براہ راست تعلق لفظیات اور جملہ سازی سے ہے۔ جب کہ ایک اہم عنصر موضوع کا انتخاب ہے۔ البلوچ کے اداریہ نویس ان تینوں زاویوں سے شناخت ہوتے ہیں۔

### حوالہ جات

۱۔ سیدی نعمانہ، طاہر، پروفیسر، ڈاکٹر، ”بلوچستان میں البلاغ عامہ آغاز و ارتقاء“ (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۸۸۸ء۔

۲۰۰۵ء) ص ۱۴۹۔

۲۔ البلوچ، ہفت روزہ کراچی، ”کیا جبریہ تعلیم خطرہ میں ہے؟ میونسپل اردو اسکولز کے نتائج امتحان درجہ چہارم“، ۱۶ اپریل ۱۹۳۳ء، ص ۳۔

۳۔ البلوچ، ہفت روزہ کراچی، ”البلوچ کا نیا دور“، ۷ مئی ۱۹۳۳ء، ص ۳۔

۴۔ البلوچ، ہفت روزہ کراچی، ”بلوچستان کی ملازمتوں میں ملکیت کی حق تلفی اور غیر ملکیتوں کا ناجائز دفتری اقتدار“ For

A.G.G. BALUCHISTAN، ۲۱ مئی ۱۹۳۳ء، ص ۳۔

۵۔ البلوچ، ہفت روزہ کراچی، ”خبر اتحاد بلوچان کے پردروغ و بے بنیاد الزامات کوئی معشوق ہے اس پردے زنگاری میں“، ۲۸ مئی ۱۹۳۳ء، ص ۳۔

۶۔ البلوچ، ہفت روزہ کراچی، ”کراچی علیاً“، ص ۳۔

۷۔ البلوچ، ہفت روزہ کراچی، ”کیا بلوچ، بلوچستانیوں اور مکرانیوں کی حقوق طلبی جرم ہے؟“، ۱۱ جون ۱۹۳۳ء، ص ۳۔

۸۔ البلوچ، ہفت روزہ کراچی، ”میلاد نمبر، ہفت روزہ کراچی، ”حضرت محمد عربی ﷺ“، ۲ جولائی ۱۹۳۳ء، ص ۳۔

۹۔ انعام الحق، کوثر، ڈاکٹر، ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک بلوچستان میں“، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز

قومی زبان، ۱۹۸۳ء، ص ۳۶۴۔

۱۰۔ البلوچ، ہفت روزہ، کراچی، "نزول باراں کا محشر خیز منظر باشندگان لیاری کو ارٹز کی افسوسناک تباہی"، ۳۰ جولائی ۱۹۳۳ء، ص ۳۔

۱۱۔ البلوچ، ہفت روزہ، کراچی، "مدارس ریاست قلات کیلئے ایجوکیشنل انسپکٹر کی ضرورت وزیراعظم صاحب توجہ فرمائیں"، ۱۶ اگست

۱۹۳۳ء، ص ۳۔

۱۲۔ البلوچ، ہفت روزہ، کراچی، "بلوچستان میں تعلیمی انسپکٹر کا پوسٹ ملکی وغیر ملکی کا سوال" ایضاً، ص ۷ ص ۸۔

۱۳۔ البلوچ، ہفت روزہ، کراچی، "ہزہائی نس خان منظم سرکار قلات مرحوم و مغفور سید محمد اعظم خان کے مختصر حالات!"، ۷ ستمبر ۱۹۳۳ء، ص ۳۔

۱۴۔ البلوچ، ہفت روزہ، کراچی، "قلات کی مسند نشینی کا سوال!"، ۲۴ ستمبر ۱۹۳۳ء، ص ۳۔

۱۵۔ البلوچ، ہفت روزہ، کراچی، "قلات کے خان معظم کے انتخاب پر جوانان بلوچستان کا بے پایاں اظہار مسرت"، ۱۲۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء، ص ۳۔

۱۶۔ البلوچ، ہفت روزہ، کراچی، "بلوچستان و آل انڈیا بلوچ کانفرنس حیدرآباد سندھ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۳۳ء" ۳ دسمبر ۱۹۳۳ء، ص ۳۔

۱۷۔ البلوچ، ہفت روزہ، کراچی، "مدرسہ عربیہ اسلامیہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی"، ۱۰ دسمبر ۱۹۳۳ء، ص ۳۔

۱۸۔ البلوچ، ہفت روزہ، کراچی، "لوچستان اینڈ آل انڈیا بلوچ کانفرنس گزشتہ سے پوسٹہ"، ۱۳ جنوری ۱۹۳۴ء، ص ۳۔

۱۹۔ البلوچ، ہفت روزہ، کراچی، "بلوچستان کے مظلوم رہنما خان عبدالصمد خان اچکزئی اور عبدالعزیز خان کرد"، ۱۲ فروری ۱۹۳۴ء، ص ۳۔

۲۰۔ البلوچ، ہفت روزہ، کراچی، "بلوچستان"، ۴ مارچ ۱۹۳۴ء، ص ۳۔

## References:

1. Simi Naghmana, Tahir, Professor, Doctor, "The Beginning and Evolution of Mass Communication in Balochistan" (Islamabad: Ruling National Language, 1888). 2005) p. 149.
2. Al-Baloch, Weekly Karachi, "Is Jibria Education In Danger?" Results of Municipal Urdu Schools Examination Class IV, April 16, 1933, p. 3.
3. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "The New Era of Al-Baloch", May 7, 1933, p. 3.
4. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "The Denial of the Right of Foreigners in Balochistan's Jobs and the Illegal Office Rule of Foreigners" For A.G.G.G. Balochistan", May 2
5. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "The baseless and baseless allegations against the Khabar-e-Ittehad Balochan are a hobby for it in The Zangari", May 28, 1933, p. 3.
6. Al-Baloch, Weekly, Karachi, ibid. p. 3.
7. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "Is it a crime to demand rights of Baloch, Balochistanis and Makranis? June 11, 1933, p. 3.
8. Al-Baloch, Weekly, Karachi, Milad Number, Weekly, Karachi, "Hazrat Muhammad Arabi", July 2, 1933, p. 3.
9. Inam-ul-Haq, Kausar, Doctor, "Mention of the Holy Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him) in the blessed Balochistan", (Lahore: Islamic Publications) National Language, 1983), p. 364.
10. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "The Tragic Scene of the Descent Baran the Tragic Destruction of the Residents Lyari Quarter", July 30, 1933, p. 3.
11. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "The Need for an Educational Inspector for Madaris-e-Kalat, Prime Minister Pay Attention", August 6, 1933, p. 3.
12. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "Education Inspector's Post in Balochistan Question of Domestic and Foreign", ibid. p. 7 p. 8.

13. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "Brief Circumstances of His Highness Khan Organized Government Kalat and Mughaffoor Syed Muhammad Azam Khan! 7 September 1, 1933, p. 3.
14. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "The Question of the Throne of Kalat! September 24, 1933, p. 3.
15. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "Youth of Balochistan Express Immense Happiness at The Election of Khan Moazzam of Kalat", October 29, 1933, p. 3.
16. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "Balochistan and All India Baloch Conference Haider Aba Sindh 26-27-28 December 1933", December 3, 1933, p. 3.
17. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "Madrassa Arabia Islamia Mazhar-ul-Uloom Khada Karachi", December 10, 1933, p. 3.
18. Al-Baloch, Weekly, Karachi, b" Loehistan and All India Baloch Conference Past", January 14, 1934, p. 3.
19. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "Oppressed Leaders of Balochistan Khan Abdul Samad Khan Achakzai and Abdul Aziz Khan Kurd", February 12, 1934, p. 3.
20. Al-Baloch, Weekly, Karachi, "Balochistan", March 4, 1934, p. 3.